ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

خواجہ غلام فخرالدین سیالوی کی شعر گوئی

1۔ڈاکٹر محمد نعیم گھمن

اسٹنٹ پروفیسر اردو، گورنمنٹ شالیمار کالج باغبان پورہ لاہور

2۔ محمد ریاض

لیکچرر اردو، گورنمنٹ ایسوی ایٹ کالج دیپالپور

3۔ عامر حسن

لیکچرر اردو، یونیورسٹی آف لاہور

4۔علی مرتضی

پی۔ایچ ڈ۔ڈی سکالر، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد

Abstract:

The Khanqah of Sial Sharif is a famous Chishti Khanqah of the contemporary era. The Khanqah of Sial Sharif is renowned worldwide for knowledge and literaturee. Khawja Ghulam Fakhruddin Sialvi was a proficient poet of the Khanqah of Sial Sharif, and he always upheld the literary and poetic traditions. Ghulam Fakhruddin Sialvi used to pen poetry in Punjabi, Persian Arabic and Urdu. His collection of poetry was published under the title "Bab-e-Jibril." There is momentous maturity in his works. He experimented with various genres of poetry. He was a skilled physician and also wrote verses on medical science. He excelled in hymns, eulogy, psalm, panegyric, and ghazal poetry. Much of his work remains unpublished. The diversity of his themes, the rarity of his thoughts, and the skilful use of similes and metaphors are evident in his writings. He belonged to the Chishti family, and he is considered a master of the Chishti literary traditions. The number of his disciples is remarkable. He had a natural poetic talent and wrote poetry that is purely popular among people.

Key words: Khanqah of Sial Sharif, Khawja Ghulam Fakhruddin Sialvi, physician, Chishti literary, Bab-e-Jibril

خانقاہ سیال شریف کی شعری روایت میں اگر کسی نے حق شعر گوئی ادا کیا ہے تو وہ خواجہ غلام فخرالدین سیالویؒ ہی ہیں۔خواجہ غلام فخرالدین سیالویؒ کا شعری ذوق بڑا ہی عمدہ تھا۔آپ کو بہت سے فارسی، اردو اور پنجابی اشعار یاد تھے۔آپ کی شاعری کا حسن یہ ہے کہ آپ نے باقاعدہ کسی استاد سے اصلاح بھی نہیں لی مگر ان کی شاعری میں سوز گداز اور فنی پختگی کسی بھی استاد شاعر سے کم نہیں ہے۔ان کو کئی استاد شعراء کے مکمل دیوان یاد تھے۔ان کے پاس سیال شریف کے قرب وجوار سے بہت سارے شعراء آتے رہتے تھے اور اپنی شاعری کی اصلاح کرواتے رہتے تھے۔شاعری میں دو طرح کے لوگ ہوتے ہیں جن میں کچھ شعراء وہبی ہوتے ہیں اور کچھ کسبی ہوتے ہیں۔کئی شعراء کرام اپنی محنت اور توجہ سے شاعری میں مقام پیدا کرتے ہیں جبکہ شاعری میں وہبی شعراء کی طبعیت میں قدرت کی طرف سے شاعرانہ ذوق اور توازن رکھ دیا جاتا ہے۔ان کو محنت کیے بغیر بھی شعری رموز کا فہم ہوتا ہے۔ایسے شعراء جب شعر کہتے ہیں تو زمانے بھر کا درد ان کی شاعری میں نظر آتا ہے۔

خواجہ غلام فخرالدین سیالویؒ شاعروں کے وہبی قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے خواجہ غلام فخرالدین سیالویؒ کی طبعیت میں شاعری کا ذوق ودیعت کر رکھا تھا۔خواجہ غلام فخرالدین سیالویؒ صوفیاء کے ذوق شعر و سخن کے امین شاعر ہیں۔انہوں نے اپنی شاعری میں روایتی تصورات و موضوعات کو جدت و

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

تازگی عطا کی ہے۔ان کے لکھے ہوئے کلام چشتی خانقاہوں میں بڑے ذوق وشوق سے پڑھے اور سنے جاتے ہیں۔خواجہ غلام فخر الدین سیالویؒ خانوادہ سیال شریف کی علمی وادبی روایت کے امین اور پاسدار تھے۔وہ خواجہ ضیاءالدین سیالویؒ کے فرزند تھے۔آپ کی ولادت میں سیال شریف میں ہوئی۔ان کا تصوف اور علم سے لگاؤ تھا۔سیال شریف کی خانقاہ کی علمی فضاء نے ان کی طبعیت پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ابتدائی تعلیم آپ نے اپنے گھر میں حاصل کی۔اس کے بعد آپ نے استاد حافظ کریم بخشؒ کے پاس قرآن مجید حفظ کیا۔آپ نے مولانا معین الدین اجمیریؒ سے درس نظامی کی کتب پڑھیں۔آپ کے ابتدائی حالات کو تذکرہ نگاروں نے یوں بیان کیا ہے۔

"آپؒ کے والد کا نام خواجہ ضیاالدین سیالویؒ تھا۔آپؒ نے حافظ کریم بخشؒ سے قرآن حفظ کیا۔حضرت خواجہ حامد تونسویؒ کے ہاتھ پر سلسلہ چشتیہ میں بیعت ہوئے۔ابتدائی تعلیم سیال شریف میں ہی حاصل کی۔مولانا معین الدین اجمیری سے قطبیؒ،میر قطبی سے مشکواۃ شریف،مقاماتِ حریری اور سبعہ معلقہ پڑھیں"۔(1)

آپ نے بھی خانقاہ سیال شریف کے بزرگوں کی طریقے پر چلتے ہوئے تونسہ شریف کے سجادہ نشین خواجہ محمد حامد تونسویؒ سے شرف بیعت کیا۔آپ صوفی منش بزرگ تھے۔آپ کی طبعیت میں درویشانہ رنگ موجود تھا۔آپ حد سے زیادہ خلیق اور منکسر المزاج تھے۔ان کے پاس آنے والا ان کی عاجزی سے حد درجہ متاثر ہوتا تھا۔آپ نے تحریک پاکستان میں بھی بھرپور کردار ادا کیا۔آپ نے اپنے برادر اکبر خواجہ قمر الدین سیالویؒ کی ہر میدان میں مدد فرمائی۔آپ تعویز لکھنے کے ماہر تھے۔خواجہ قمر الدین سیالویؒ بھی لوگوں کو تعویز لکھوانے کے لیے آپ کے پاس جانے کا کہتے تھے۔آپ نے اپنی شاعری میں ہر صنف سخن میں طبع آزمائی کی ہے۔ان شاعری میں حمد،نعت،غزل،قصیدہ،مناقب ۔قطعات اور رباعیات شامل ہیں۔آپ کو استاد بیدل اور مرزا غالب کے کلام پر عبور حاصل تھا۔آپ کو ان کا کلام زبانی یاد تھا۔آپ کو علامہ اقبالؒ سے بھی خصوصی محبت تھی۔ان کا کلام بھی آپ کو یاد تھا۔ان کے فارسی اور اردو کلام کے حوالے سے ان کا خصوصی مطالعہ تھا۔آپ کا شعری مجموعہ "باب جبریل" کے نام سے شائع ہوا ہے۔آپ کی ایک اور بھی تصنیف "الفقر فخری" کے نام سے شائع ہو چکی ہے۔

خواجہ غلام فخر الدین سیالویؒ چار زبانوں اردو،فارسی،پنجابی اور عربی میں روانی سے شعر کہتے تھے۔ان کی شاعری میں چاروں زبانوں کے شعر ملتے ہیں۔آپؒ اپنے دور کے نمایاں شعرا میں شمار ہوتے تھے۔زیادہ تر نعت،منقبت،غزل،قطعہ و رباعی کہتے تھے۔آپؒ کے اشعار عارفانہ و عاشقانہ مزاج کا مرقع ہوتے تھے جن میں حقیقی و مجازی دونوں رنگ پائے جاتے ہیں۔واردات عشق و حکمت و تصوف کو فلسفیانہ انداز میں بیان کرتے ہیں۔ان کا فارسی کلام استاد شعراء کا رنگ لیے ہوئے ہے۔ان کا فارسی کلام فنی تقاضوں کو بھی پورا کرتا ہے۔غلام فخر الدین سیالویؒ کی شاعری عارفانہ و رندانہ رنگ میں رنگی ہے۔آپؒ اسلامی تلمیحات اور بڑی خوبصورت تراکیب کو استعمال کرتے ہیں۔آپؒ نے اردو فارسی میں عالمانہ و عارفانہ شاعری کی ہے۔ان کو فارسی کے صوفی شعراء کا بہت سا کلام یاد تھا۔آپ اشعار کی تشریح اس انداز میں کرتے کہ سننے والا دنگ رہ جاتا تھا۔آپ بعض اوقات خانقاہ میں آنے والے سائلین کو وعظ و نصیحت بھی اشعار میں کیا کرتے تھے۔

ان کے کلام سوز و گداز،عشق و محبت کی فراوانی اور عشق رسول ﷺ کا بے پناہ جذبہ موجود ہے۔ان کی فارسی میں کہی گئی حمد بھی فنی پختگی کا اعلیٰ نمونہ ہے۔

ہر ذرہ تابدار ز مہرِ وجودِ تست
ہر گوہر آبدار ز بحر شہود تست
گل ہاست سینہ چاک و عنادل جگر کباب
رودادِ حسن و عشق زذاتِ ورودِ تست
شاہا عنایتی کہ نمودی بہ مشتِ خاک
سرگشتہ اندر آں شدہ چرخِ کبود تست(2)

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

ترجمہ: "تیرے وجود کی گرمی سے ہر ذرہ چمک رہاہے۔ تیرے وجود کی شہادت سے ہر موتی چمک دار ہے۔ پھولوں کے سینے چاک بلبلوں کے جگر کباب ، حسن و عشق کی ساری داستان تیری ذات کے وارد ہونے کی وجہ سے ہے۔ اے بادشاہ تو نے اس مٹھی بھر خاک پہ عنایت کی ہے۔ اس کی وجہ سے تیرا سیلٹی آسمان میرے پورے وجود میں گھوم گیاہے"۔

محبت رسول ﷺ ان کے کلام کا نچوڑ ہے۔ آپ کی شاعری کا مرکز و محور حضور ﷺ کی ذات مبارکہ ہے۔ جب بھی آپ کے سامنے آقا علیہ السلام کا اسم گرامی آتا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے تھے۔ ان کی شاعری میں نعت کا منفرد رنگ اور لہجہ موجود ہے۔ نعت رسول مقبول ﷺ کے چند اشعار محبت کی وہ مٹھاس لیے ہیں جو صوفیاء چشت کا خاصا ہے۔ فارسی میں ان کی نعت تمام تر شعری لطافتوں سے مزین نظر آتی ہے۔ میلاد شریف کے بعد آقا ﷺ کی بارگاہ میں سلام کے تحفے پیش کرنا بھی اردو شاعری میں اہم ترین موضوع ہے۔ عربی، فارسی اور اردو کے شعراء نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں سلام کے تحفے پیش کیے ہیں ۔ صوفیاء کے ہاں آقا ﷺ کی بارگاہ میں سلام پیش کرنا ان کی محافل کا اہم جزو ہے۔ اردو میں شعراء نے سلام بحضور سرور کائنات ﷺ کو اچھوتے انداز میں بیان کیا ہے۔ خواجہ غلام فخر الدین سیالویؒ نے بھی اسی روایت کو آگے بڑھایا اور سرور کائنات کی بارگاہ میں سلام کا نذرانہ پیش کیا۔ ان کے سلام میں سوز و محبت کا سمندر موجزن ہے۔

ہدیہ سلام بہ حضور سرور، کونین محمد مصطفیؐ:

ای پناہِ جہان سلامُ علیک
تکیہ بی کساں سلامُ علیک
مطلع کن فکان سلامُ علیک
مقطع مرسلان سلامُ علیک
لطف فرما کہ ماشکستہ ترایم
لطف شایانِ شان سلامُ علیک (3)

ترجمہ: "اے دنیا بھر کی پناہ گاہ آپ پر سلام ہو۔ اے بے کسوں کے سہارئے آپ پر سلام ہو۔ اے کن فکاں کی علامت آپ پر سلام ہو۔ اے ختم رسل آپ پر سلام ہو۔ ہم پہ لطف فرمائیں کہ ہمارا حال بڑا شکستہ ہے آپ اپنے شایاں شان لطف فرمائیے آپ پر سلام ہو"۔

آپ نے فارسی زبان میں مختلف شخصیات کے مناقب بھی لکھے ہیں۔ صوفیاء چشت کے ہاں مولا علیؑ شیر خدا ہی سرچشمہ ولایت ہیں۔ ان کی منقبت اور مدح سرائی خانقاہوں میں عمومی طور پر رائج ہے۔ خانقاہوں میں ہونیوالی محافل میں بھی مولا علیؑ شیر خدا کی منقبت لازمی پڑھی جاتی ہے۔ فارسی میں مولا علی شیر خدا کی منقبت بھی عجب رنگ لیے ہوئے ہے۔

منقبت شریف حضرت مولا علیؑ مشکل کشا:

ای منبع جود و سخا مولا علیؑ مشکل کشا
نظر کرم سوئے گدا مولا علیؑ مشکل کشا
ای کاشفِ رنج والم افتادہ اندر مشکلم
مشکل کشا شیرِ خدا مولا علیؑ مشکل کشا (4)

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

ترجمہ:"اے جود وسخا کے منبع مولا علی مشکل کشا۔اس فقیر کی طرف اک نظر کرم مولا علی مشکل کشا۔اے رنج وعلم میں مدد کرنے والے، میں مشکلوں میں گر گیا ہوں۔مشکل کشا شیر خدا مولا علی مشکل کشا"۔

غزل بھی خواجہ غلام فخر الدین سیالویؒ کا خاص میدان ہے۔ان کی غزلوں میں روایتی محبوب کا تصور نہیں ملتا بلکہ ان کی غزلوں میں بھی نعت کا رنگ غالب نظر آتا ہے۔ان کی غزلوں کا عنوان غزل کا ہے مگر اس میں رنگ نعت کا ہے۔ان کی غزلوں کے مضامین روایتی صوفی فکر کا عکس لیے ہوئے ہیں۔ان کی غزل کے اشعار ان باتوں کی خبر دیتے ہیں۔ان کی فارسی میں غزل میں سادگی، تسلسل اور روانی پائی جاتی ہے۔

امید وفا دارم از آنکس کہ نشد گاہی

نظرش بہ سوی بسمل افتادہ سرِ راہی

حیف است کہ بکشایم این دیدہ حسرت بین

چون باز نمی بینم آن رشکِ خرو ماہی

من خستہ آن چشمم فریاد برون نارم

کان خاطر نازک را کلفت ندہد آہی

در دیست دلم سوزان آن بادِ صبا کو شد

کہ آرد سرِ زلفش بوی بہ سحر گاہی(5)

ترجمہ:"میں اس سے وفا کی امید رکھتا ہوں۔جس میں لمحہ بھر وفا نظر نہیں آئی۔جس نے کبھی تڑپتے بسمل پہ نظر اٹھا کہ نہیں دیکھا۔افسوس میں اس حسرت بھری نظر ڈالتا ہوں جو اسکی تڑپتی ہوئی مچھلی کو پلٹ کے بھی نہیں دیکھا۔میں اس آنکھ کا زخمی ہوں اور اپنی فریاد بیان کر رہا ہوں۔کہیں اس نازک مزاج کو میری تکلیف نہ پہنچا دئے۔میرے جلے ہوئے دل کی تکلیف ہے اور باد صبا کوشش کر رہی کہ صبح کے وقت اس کی زلفوں کی بو میرے لیے لے آئے"۔

آپ نے فارسی میں مشائخ چشت کی وفات کے قطعات لکھے ہیں۔آپ نے بعض تاریخوں کے مادے بہت خوبصورتی سے نکالے۔آپ نے بعض قطعات میں لفظوں اور اعداد کے ذریعے بھی مادے نکالے۔انہوں نے پیر محمد کرم شاہ الازہری کی تاریخ وفات کہی۔یہ ان کی قادر الکلامی کا مظہر ہے۔

پیر صاحب محمد کرم شاہ شد واصل حق

ا ا ھ

محمد کرم شاہ این مہر تاباں

بگفتا سال رحلت فخر خوشتر

انہوں نے حضرت خواجہ معین الدین خان صاحب کا قطعہ وفات بھی لکھا:

سال رحلت فخر ہاتف این گفت

یوسف مصری معین الدین خاں(6)

۱۴۱۲ھ

آپ نے عربی زبان میں بھی قطعات وفات کہے ہیں۔آپ کو عربی زبان پر عبور تھا۔آپ نے عربی میں اشعار بھی کہے۔عربی میں اشعار کہنا یہ ان کی قادر الکلامی کا بین ثبوت ہے۔انہوں نے خواجہ قمر الدین سیالوی کی تاریخ وفات عربی میں لکھی ہے۔

موت العالم موت العالم

لاشک فیہ ورد الخبر

ان الھاتک قال بفخر

جف القلم وخسف القمر (7)

۱۴۰۱ھ

خواجہ غلام فخر الدین سیالویؒ نے فارسی شاعری میں کئی مجرب نسخے بھی لکھے ہیں۔ صوفیاء کے ہاں یہ بھی تاریخی روایت ہے کہ وہ حکمت کے رموز بھی جانتے تھے۔ خانقاہوں میں جس طرح روحانی بیماریوں کا علاج کیا جاتا ہے۔ وہیں صوفیاء اپنے حکیمانہ مزاج کی وجہ سے خانقاہ میں آنے والے سائلین کی جسمانی بیماریوں کا بھی علاج کرتے تھے۔ صوفیاء بیک وقت حکیم اور طبیب بھی ہوتے تھے۔ حکمت و تصوف کا گہرا رشتہ ہے۔ اکابر صوفیاء اپنے دور کے بڑے مایہ ناز حکیم بھی ہوتے تھے۔ اس لیے خواجہ غلام فخر الدین سیالویؒ نے متعدد نسخوں کو شعری پیراہن پہنا کر پیش کیا ہے۔ ملاحظہ کریں۔

برائے تقویت اعصاب:

تولہ زیبق دو تولہ جاوتری

بعد تسحیق ثلث ازاں بر گیر

ثلث را کن سہ نوبت استعمال

صرہ بستہ بجوش اندر شیر

پس ہماں شیر نوش باید کرد

نوجواں کند بمرد پیر

برائے امراض معدہ:

گیر تیزاب خالص کبریت

فلفل گرد راستہ شب تر کن

پس بخور فلفلے ز بعد بعام!

داروئے معدہ از بر کن

برائے ورم خناق:

گیر نوشادر و یمانی شب

ہر دو ہم جنپد کردہ خوب بمال

قرص کردہ بآب بندبہ ورم

ورم خناق بہ کند در حال (8)

خواجہ غلام فخر الدین سیالویؒ نے پنجابی میں بھی شاعری کی ہے۔ان کی پنجابی شاعری بھی فنی لوازمات کو پورا کرتی نظر آتی ہے۔ان کی پنجابی شاعری سیال شریف اور اسکی ذیلی خانقاہوں میں بڑی مقبول ہے۔صوفیاء نے اپنے پیغام محبت کو پھیلانے کے لیے پنجابی شاعری کے میدان کو منتخب کیا۔پنجابی منقبت جوانہوں نے اپنے جدامجد خواجہ شمس الدین سیالویؒ کی منقبت لکھی۔جو خانقاہ سیال شریف کی محفلوں میں بڑے تزک واحتشام سے پڑھی جاتی ہے۔

کامل پیر سیال:

نظر کرم دی بھال وے

ویہڑے آوڑ میرے

ہو واں میں دیکھ نہال وے

ویہڑے آوڑ میرے

ہر دم منگاں ایہو دعائیں

شالا جیویں چر جگ تائیں

وسیں خوشیاں دے نال دے

ویہڑے آوڑ میرے

کو ہجھی کملی تیرے ناویں

چکڑ بھریاں نوں گل لاویں

میں غریب کنگال دے

ویہڑے آوڑ میرے

میں ہاں نکمی اوگنہاری

قدم تیرے وچہ برکت ساری

کدی تے آن سنبھال دے

ویہڑے آوڑ میرے

ہیر وچاری کس شمارے

رانجھے دے ہن بھلے سارے

تیرا ہے فیض کمال وے

ویہڑے آوڑ میرے

جگ وچہ تیریاں دھماں پیاں

فخر آکھن سب رلمل سیاں

کامل پیر سیال دے

ویہڑے آوڑ میرے

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

نظر کرم دی بھال وے

ویہڑے آوڑ میرے

ہو وواں میں دیکھ نہال وے

ویہڑے آوڑ میرے(9)

ان کی اردو شاعری میں بھی استاد شعراء کا رنگ نظر آتا ہے۔ان کی اردو شاعری بھی فارسی کی طرح متنوع موضوعات کا گلدستہ دکھائی دیتی ہے۔ان کی اردو شاعری حمد، نعت، غزل اور قطعات پر مشتمل ہے۔ان کی اردو نعت گوئی بھی اپنے اندر محبت کا سمندر سموئے ہوئے ہے۔اردو نعت گوئی میں میلاد شریف کا موضوع محبوب ترین ہے۔نعت گو شعراء بڑے اہتمام کے ساتھ میلاد شریف کا ذکر بھی اپنی شاعری میں کرتے ہیں۔خواجہ غلام فخر الدین سیالویؒ نے بھی اپنی شاعری میں میلاد شریف کا ذکر بڑے تزک واحتشام سے کیا ہے۔

میلاد شریف:

مرحبا آگیا ہے پیارا سجن

زینت محفل ورونق انجمن

بزم گلشن میں تجھ سے بہار آگئی

رشک گلزار جنت بنے کوہ دبن

لائی باد صبا بوئے زلف دوتا

بن گئی ہے فضا ساری مشک ختن

گیت خوشیوں کے سب مل کے گانے لگے

نرگس ولالہ و سنبل و یاسمن

تیرے جوبن کی خیرات سب کو ملی

پھول کو رنگ وبو سرو کو بانکپن

بلبل خوشنو مسکرا کر ذرا

فخر کا کچھ سنا تازہ شریں سخن(10)

نعت گوئی اردو شاعری کی اہم صنف ہے۔شعر لکھنے کا مقصد غنائیت ہوتی ہے۔اس لیے شعراء نعت نے غزل کے رنگ میں نعت لکھی ہے۔اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ محافل اور سماع میں بھی نعتیں پڑھی جاتی ہیں۔ان محافل میں غنائیت کا رنگ موجود ہو۔اسی لیے اردو شعراء پر ترنم کا رنگ غالب ہوتا ہے۔خواجہ غلام فخر الدین سیالویؒ نے بھی اردو اور فارسی نعت میں اسی رنگ کو اپنایا۔خواجہ غلام فخر الدین سیالویؒ کی تخلیقی بصیرت کا زمانہ معترف ہے۔وہ اپنی محبت اور اطاعت کو اساس بنا کر معنویت سے لبریز مضامین تشکیل دیتے ہیں۔خواجہ غلام فخر الدین سیالویؒ کے ہاں مضمون آفرینی اور نکتہ طرازی کے جوہر ملتے ہیں۔ان کے آہنگ میں تازگی اور اچھوتا پن نظر آتا ہے۔ان کی نعت فنی کمالات کو اپنے اندر سموئے نظر آتی ہے۔وہ محبت کے جذبے کے ساتھ ساتھ تفکر کو بھی داخل کرتے ہیں۔ان کے ہاں مجموعی طور پر حب ہی غالب نظر آتی ہے۔

شاہ رُسل سرکار دو عالم ﷺ:

حسن سراپا عشق مجسم ﷺ

کون ومکاں نازاں بوجودش رونق دنیاجملہ زجودش

رطب لسان ہر قطرہ شبنم ﷺ

ازراہ لطف اے شاہ نگاہے جزتوندارم ہیچ پناہی

خستہ دلان رامونس وہمدم ﷺ(11)

ترجمہ :"آپ ﷺ سراپاحسن ہیں اور آپ مجسم عشق ہیں۔کون ومکاں آپ کے وجود پر ناز کرتے ہیں اور آپ کی سخاوت ولطف وکرم کی بدولت ساری دنیامیں رونق ہے۔شبنم کاہر قطرہ آپ کی توصیف میں مشغول ہے۔اے بادشاہ لطف کی نگاہ فرمائیں۔میرے پاس آپ کے علاوہ کوئی پناہ نہیں تودکھی دلوں کے لیے مونس وہمدم ہیں"۔

خواجہ غلام فخرالدین سیالوی کی اردونعت بھی محبت والفت کواپنے اندر سموئے ہوئے دکھائی دیتی ہے۔ان کی اردونعتوں میں بھی حضور ﷺ سے بے پناہ عقیدت دکھائی دیتی ہے۔

دیارشہ دوجہاں ڈھونڈتاہوں

درمونس بےکساں ڈھونڈتاہوں

ملائک نہیں آپ کے مداح خواں بس

خداخود بھی رطب اللسان ڈھونڈتاہوں

چھپافخر کوزیرداماں رحمت

پناہ ڈھونڈتاہوں اماں ڈھونڈتاہوں(12)

غزل اردوزبان کی سب سے مقبول ترین صنف ہے۔اردوزبان بجاطورپراپنی کسی صنف پر فخر محسوس کرسکتی ہے تووہ اردوغزل ہے۔ادب عالم میں غزل کے علاوہ شاید ہی کوئی صنف جواپنے جغرافیائی اور معاشرتی اختلاف کے باوجود چار یاپانچ زبانوں میں یکساں مقبول ہو۔عربی،فارسی،ترکی اور اردو کے علاوہ عبرانی اور پشتو کے شعراء بھی اس صنف سخن میں طبع آزمائی کرتے رہے ہیں۔صوفیاء چشت کے ہاں بھی غزل مقبول ترین صنف ہے۔غزل میں استعمال ہونے والے الفاظ اپنے لغوی معانی کی بدولت نئی نئی تعبیرات سے منسلک ہوتے گئے ہیں۔صوفیاء کے ہاں بھی جذب ومستی کاخاص رنگ ہوتاہے۔اس رنگ کوبیان کرنے کے لیے صنف غزل بہترین انتخاب ہے۔شعراء کے جام مے سے مراد تصوف میں محبوب کی محبت میں سرشاری ہے۔مادی دنیااور غیر مادی دنیا کے تصورات بھی غزل کاموضوع بنتے چلے گئے۔اولیاءنے اپنی واردات قلب کوبیان کرنے کے لیے بھی غزل کاہی سہارالیا۔غزل نے مجازاور حقیقت کے جلوؤں میں سفر کرناصوفی شعراء کے ہاں سیکھا۔جذب وسلوک کی راہوں کوبیان کرنے کے لیے غزل سے بہتر کوئی صنف نہیں ہے۔مشائخ چشت اپنے تصورات ونظریات کوبیان کرنے کے لیے اس صنف میں طبع آزمائی کی۔وحدت الوجود کے مضمون کوصوفیاءنے زیادہ غزل کے پیراہن میں ہی بیان کیا۔گویاخانقاہوں میں عشق حقیقی،وحدت الوجود،سوزومستی،جذب اور باطنی سرمستی کے بیان کے لیے صوفیاءنے غزل گوئی کی جانب توجہ دی ہے۔عرفاءان غزلوں کو عمومی طورپر نسبتی غزلوں کے نام سے پکارتے ہیں۔

خواجہ غلام فخرالدین سیالویؒ کی غزلوں میں عارفانہ رنگ نظر آتاہے۔ان کی غزلیں فن کے معیارپر پورااترتی ہیں۔ان کارنگ تغزل اپنے اندر سوزومستی لیے ہوئے ہے۔انہوں نے اردوغزل میں طبع آزمائی کرکے ناصرف مشائخ چشت کی ادبی روایت کودوام عطاکیاہے بلکہ انہوں نے خانقاہ سیال شریف کی شعری روایت کوتازگی اور جدت عطا کی ہے۔ان کی اردوغزل بھی اپنی شعری نزاکتوں اور لطافتوں کواپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ان کی اردوغزلوں میں شاعرانہ پختگی اور مہارت دکھائی دیتی ہے۔خواجہ غلام فخرالدین سیالوی کی غزل گوئی فکری وفنی اعتبار سے اعلیٰ پائے کی ہے۔

جنس دل ناقص ہے میری جذب دل کامل نہیں

گوشہ چشم کرم جب ہی ادھر مائل نہیں

کچھ تو سن لو حال دل لے لو جفاکاری کی داد

داستان غم مریت طویل لا طائل نہیں

مجھ پہ کر دے شوق سے جور و جفا کی انتہاء

ہے جفا عین وفا جبکہ عدو شامل نہیں

فخر کو بے شک جلا دے اے نگاہ شعلہ یار

جرم الفت کا ہے مجرم عفو کے قابل نہیں(13)

خواجہ غلام فخر الدین سیالوی کی اک اور غزل کے چند اشعار ملاحظہ کریں۔

خیال دلربا کو آج مہماں کر رہا ہوں میں

جنون وحشت و سودا کا ساماں کر رہا ہوں

جفا میں فخر دلبر کے مجھے وہ لطف آیا ہے

کہ صدہا عیش و عشرت اس پہ قربان کر رہا ہوں میں(14)

نظم گوئی بھی اردو کی اہم صنف ہے۔ نظم کو کلام موزوں کہا جاتا ہے۔ نظم میں جو الفاظ و محاورات اور تراکیب واصلاحات بڑے سلیقے سے خاص سانچے میں ڈھل کر استعمال کی جاتی ہیں۔ اپنے خیالات اور احساسات کو خاص ترتیب کے ساتھ بیان کرنا نظم نگاری کا خاصہ ہے۔ نظم نگاری میں ہیت اور موضوع اہمیت کے حامل ہیں۔ شعراء نے نظم نگاری کرتے ہوئے ہیت اور موضوع دونوں کے تجربات کیے ہیں۔ خواجہ غلام فخر الدین سیالویؒ نے موضوعاتی نظمیں لکھی ہیں۔

خواجہ غلام فخر الدین سیالویؒ کی شاعری میں قومی جذبہ عیاں نظر آتا ہے۔ قومیت اور حب الوطنی ہماری خانقاہوں کا طرہ امتیاز ہے۔ خواجہ غلام فخر الدین سیالویؒ نے بھی امت مسلمہ کی مشکلات کا ادراک کرتے ہوئے انہوں نے ملت اسلامیہ کے نوجوانوں کو نوید اور خوشخبری سنائی۔ انہوں نے نظمیں بھی لکھیں۔ ان کی نظموں میں قومی رنگ نمایاں ہے۔ ان کی اک نظم کے اشعار ملی و قومی جذبے کی نشاندہی کرتے دکھائی دیتے ہیں۔

عدو نے سرحد اسلام کو لیا ہے گھیر

یکایک اس نے یہ کیسا مچا دیا اندھیر

الہٰی دل سے ہمارے نکال موت کا ڈر!

دلوں کو خواہش دنیا سے کر ہمارے سیر

طواف کعبہ کو کس منہ سے جائیں گے افغان

جہاد حق سے انہوں نے اگر لیا منہ پھیر

ہم ایک جسم کی مانند ہیں مسلماں فخر

فقط ہے نعرہ تکبیر کی ذرا سی دیر(15)

منقبت عربی زبان کا لفظ ہے اس کے معنی تعریف و توصیف کرنے کے ہیں۔ منقبت کی جمع مناقب ہے۔ منقبت سے مراد ایسی نظم ہوتی ہے جس میں صحابہ کرام، اولیاء کرام، بزرگان دین اور صوفیاء کے اوصاف بیان کیے جائیں۔ قدیم اردو شاعری میں بھی منقبت نگاری کی باقاعدہ روایت موجود ہے۔ اردو کے نامور شعراء نے بھی مناقب تحریر کیے ہیں۔ فارسی شاعری کی طرح اردو شاعری میں بھی منقبت خانقاہوں سے وابستہ شعراء کا خاص میدان رہی ہے۔ اس لیے خانقاہ سیال

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

شریف کے بزرگوں کے مناقب خواجہ غلام فخر الدین سیالویؒ نے بھی لکھے ہیں۔انہوں نے خواجہ شمس الدین سیالویؒ اور خواجہ قمر الدین سیالویؒ کے مناقب اچھوتے انداز میں تحریر کیے ہیں۔خانقاہ سیال شریف میں ہونیوالی محافل میں اکثر یہ مناقب پڑھے جاتے ہیں۔

اے قدوۃ اہل زماں یا خواجہ شمس العارفینؒ

وے قبلہ صاحب دلاں یا خواجہ شمس العارفین

اسم است اعظم نام تو حرز است جانم نام تو

ہر لحظہ ام ورد زباں یا خواجہ شمس العارفین(16)

ترجمہ:"اے ولیوں کے سردار اے خواجہ شمس الدیں،آپ صاحب دل عارفان کے قبلہ ہیں اے خواجہ شمس الدیں۔تیرا نام میرے لیے اسم اعظم ہے،تیرا نام میرے لیے تعویز کی مانند ہے۔ہر لمحہ ورد زبان رکھتا ہوں ائے خواجہ شمس العارفین"۔

خواجہ قمر الدین سیالوی:

یا رب غفور جاتا رہا!

زندگی کا سرور جاتا رہا

قمر ذیشاں کے ڈوب جانے سے

روشنی کا غرور جاتا رہا

تیری فرقت نے کیا ستم ڈھائے

ہو کے دل چور چور جاتا رہا(17)

رباعی بھی اردو شاعری کی اہم صنف ہے۔فارسی شاعری سے رباعی کی مقبولیت اردو شاعری تک پہنچی۔اردو کے ابتدائی دور میں رباعی بڑے ذوق وشوق سے کہی جاتی تھی۔اردو کے نامور شعراء بھی رباعیات لکھتے رہے ہیں۔موجودہ عہد میں رباعی کی جانب شعراء کی توجہ کم ہے۔رباعی کی صنف کو مستقل صنف کے طور پر اکثر شعراء نہیں اپناتے۔رباعی ایک مشکل صنف ہے جس کے لیے علم عروض میں مہارت تامہ ہونی ضروری ہوتی ہے۔اس پر ماہرانہ دسترس کے بغیر رباعی لکھنا مشکل امر ہے۔اس لیے موجودہ دور میں شعراء اس مشکل صنف میں طبع آزمائی نہیں کرتے مگر خانقاہ سیال شریف کی شعری روایت اس معاملے میں بڑی توانا ہے۔اس خانقاہ سے تعلق رکھنے والے شعراء اردو رباعی پر کامل دسترس رکھتے ہیں۔انہوں نے بہت سی رباعیات کہہ کر اپنے فن کا لوہا منوایا ہے۔خواجہ غلام فخر الدین سیالویؒ کو بھی رباعی لکھنے میں ملکہ حاصل تھا۔ان کی رباعیات فنی لحاظ سے ثقاہت کے درجے پر ہیں۔رباعی مشکل صنف سخن ہے۔عام شعراء رباعی نہیں کہتے۔اس کی وجہ یہ ہے جس عرق ریزی اور فنی پختگی کا رباعی گوئی تقاضا کرتی ہے وہ ان میں نہیں ہوتی۔خواجہ غلام فخر الدین سیالوی دیگر اصناف سخن کی طرح رباعی گوئی میں بھی کامل دسترس رکھتے تھے۔

کشتہ خنجر تسلیم پھڑک جاتا ہے

تیغ ابرو کی حکایت جو کبھی سن پاتا ہے

خوں بہا فخر شہید راہ الفت مت پوچھ

ہر لب زخم سے قاتل کے جو گن گاتا ہے

رباعی:

چمن حسن ہے فخر سارے کا سارا

پھرا گوشہ گوشہ کنارا کنارا

مگر عشق کا بھی عجب رنگ دیکھا

کہ ہر شاخ زخمی تھی ہر پھول پارہ(18)

انہوں نے اپنی شاعری میں عام انسانوں کو بھی موضوع بنایا ہے۔مزدور کے مسائل پر اکثر شعراء نے طبع آزمائی کی ہے۔مزدور کی عظمت کا ہر زمانہ گواہ رہا ہے۔مزدور ہی وہ شخص ہوتا ہے جو کسی بھی بڑے کام کی بنیاد رکھتا ہے۔مزدور کی عظمت کو خواجہ غلام فخر الدین سیالوی نے بھی موضوع بنایا ہے۔انہوں نے مزدور کی اہمیت کو اپنے اشعار میں بیان کیا ہے۔

عزت مزدور ہو تو کسر شان شہ نہیں

قوت بازو سے جس کے شان قصر مر مریں

تیشہ مزدور کی نظریں فلک پر کیوں نہ ہوں

جس کا لوہامان کر سونا اگلتی ہے زمیں(19)

الغرض خواجہ فخر الدین سیالویؒ خانقاہ سیال شریف کے بذلہ سنج اور قادر الکلام شاعر ہیں۔ان کی شعری عظمت اس بات سے عیاں ہے کہ وہ چار زبانوں میں شاعری کرتے تھے۔انہوں نے عربی،فارسی،اردو اور پنجابی میں شاعری کی ہے۔انہوں نے شاعری کی تقریباً ہر صنف میں نا صرف طبع آزمائی کی بلکہ اس میں استادانہ رنگ بھر دیا۔ان کی اردو اور فارسی شاعری مشائخ چشت کی ادبی روایت میں حسین اضافہ ہے۔یہ بات بھی واضح رہے کہ خواجہ غلام فخر الدین سیالویؒ کا اصل میدان شاعری نہیں تھا۔انہوں نے کبھی بھی اپنے شاعر ہونے پر تفاخر نہیں کیا۔اس کے باوجود اس طرح کی شعری روایت کا حامل ہونا ان کی شعری عظمت پر دال ہے۔نظیر لدھیانوی نے ان کی شاعرانہ خدمات کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

"خواجہ غلام فخر الدین سیالویؒ دیگر اخلاق ،روحانی اور ذہنی صفات کے علاوہ شعر و ادب کا بھی پاکیزہ مذاق رکھتے تھے۔اگرچہ انہوں نے شاعر کہلانے اور شاعری میں ناموری حاصل کرنے کی آرزو نہیں کی۔پھر بھی ان کے کلام میں اساتذہ کا رنگ نمایاں ہے اور ان کا ذوق شعر قابل تعریف ہے"۔(20)

حوالہ جات:

1۔ غلام فخر الدین سیالویؒ حضرت خواجہ، بابِ جبریل، سر گودھا: سیال شریف، ص

2۔ ایضاً، ص

3۔ ایضاً، ص

4۔ ایضاً، ص

5۔ ایضاً، ص

6۔ غلام فخر الدین سیالویؒ حضرت خواجہ، بابِ جبریل، سر گودھا: سیال شریف، ص ،

7۔ ایضاً، ص

8۔ ایضاً، ص ، ،

9۔ ایضاً، ص

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

10۔ ایضاً، ص

11۔ ایضاً، ص

12۔ ایضاً، ص

13۔ ایضاً، ص

14۔ ایضاً، ص

15۔ ایضاً، ص

16۔ ایضاً، ص

17۔ ایضاً، ص

18۔ ایضاً، ص ،

19۔ ایضاً، ص

20۔ ایضاًص